بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقوق العلماء علينا

ہمارے اوپر علماء کے حقوق

از شیخ عبدالسلام بن برجس رحمہ اللہ

ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد

علماء کے حقوق بعض تو ان کے شاگردوں پر اور بعض عام لوگوں پر ہیں۔ ہم یہاں پر ان حقوق کا ذکر کرینگے جو ان کے شاگردوں اور عام لوگوں دونوں پر مشترک ہیں۔

علماء کے حقوق جو ہم پر ہیں ان میں سے یہ ہے کہ ہم ان کی عزت و احترام کریں، ان کے لئے تواضع اختیار کریں اور ان کے لئے اپنے تواضع کے بازو کو پست کر دیں۔

طاوس رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: علماء کی عزت کرنا سنت میں سے ہے[1]۔

سنن ابو داود میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ

اللہ تعالیٰ کی عزت و اجلال کرنے میں سے یہ ہے کہ عمر رسیدہ مسلمان کی اور قرآن والے [علماء] کی جو اس میں نہ غلو کرتے ہوں اور نہ جفا اور عادل بادشاہ کی عزت و تکریم کی جائے[2]۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ اپنی کتاب 'الجامع' میں کعب احبار کا ایک اثر بیان کرتے ہوئے ان سے نقل کرتے ہیں کہ: تین [قسم کے لوگ] ہم کتاب میں پاتے ہیں جن کا ہم پر حق ہے کہ ہم ان کی عزت اور تعظیم کریں اور یہ کہ ان کے لئے ہم مجلسوں کو کشادہ کریں: بڑی عمر والے بزرگ، حکومت والے کو اس کی حکومت کی وجہ سے اور کتاب کے حامل [یعنی علماء][3]۔

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مشہور قصہ ہے کہ انہوں نے (زید) بن ثابت رضی اللہ عنہ کی رکاب کو تھام لیا۔

---

[1] جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۱۲۹

[2] ابو داود: ۴۸۴۳؛ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

[3] الجامع لاخلاق الراوي ج ۱ ص ۱۸۲ رقم: ۲۸۷

تو اس پر زید (بن ثابت) رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا آپ میرے لئے (رکاب) پکڑتے ہیں جبکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے (چچازاد بھائی) ہیں؟ تو اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی طرح علماء کے ساتھ (احترام) کیا جاتا ہے[1]۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ کو جب انکے علماء کے لئے تواضع اختیار کرنے پر ملامت کیا گیا تو انہوں نے کہا:

أهين لهم نفسي لكي يكرمونها و لن تكرم النفس التي لا تهينها[2]

میں اپنے نفس کو گراتا ہوں ان کے لئے تاکہ اس کی عزت واکرام ہو

اور کسی نفس کی عزت نہ ہوگی جسے گرایا نہ جائے

امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم جن سے علم حاصل کریں ان کے لئے تواضع اختیار کریں[3]

تو عالم کا حق ہم پر ہے کہ ہم ان کے لئے تواضع اختیار کریں، ان کی عزت واحترام کریں اور ان کی قدر کو جانیں۔

علماء کے حقوق میں سے یہ بھی ہے اور شاید یہ ان کا سب سے بڑا حق ہے کہ ہم ان کے لئے دعاء اور استغفار کریں اور جیسا کہ حدیث گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وَإِنَّ العَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ حَتَّى الحِيتَانُ فِي المَاءِ (عالم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے استغفار کرتی ہیں یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی)[4]۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے جسے ابو امامۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالأَرَضِينَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ

---

[1] الجامع لاخلاق الراوي ج ۱ ص ۳۴۹ رقم: ۸۰۳

[2] الجامع لاخلاق الراوي ج ۱ ص ۱۸۸ رقم: ۳۰۷

[3] الجامع لاخلاق الراوي ج ۱ ص ۱۹۸ رقم ۳۴۴

[4] ترمذی: ۲٦۸۲؛ علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

الخَيْرَ (اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ چوٹیاں اپنی بلوں میں اور مچھلیاں دعاء کرتی ہیں لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والے کے لئے[1])

اور نبی ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُونَهُ، فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ (جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے تو تم اس کا بدلہ دو، اور اگر تم اسے بدلہ دینے کے لئے کچھ نہ پاؤ تو اس کے حق میں دعاء کرو یہاں تک کہ تم دیکھ لو کہ تم اس کا بدلہ دے چکے)[2]

اور کون سی بھلائی اس دنیا میں اس سے بڑھ کر ہو گی کہ ایک عالم خیر کی بات بتاتا ہو جس سے ہمارے دین اور دنیا دونوں کی سعادت حاصل ہو۔

اور ان کے حق میں سے یہ بھی ہے جسے ابن جماعۃ (رحمہ اللہ) نے اور ان سے پہلے ابن عبد البر (رحمہ اللہ) نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ: عالم کا حق تجھ پر یہ ہے کہ جب تم لوگوں پر عام طور پر سلام کرو تو ان (علماء) کے لئے خاص طور سے دعائے خیر کرو، اور یہ کہ تم ان کے سامنے بیٹھو اور اپنی انگلیوں سے ان کی طرف اشارہ نہ کرو اور نہ ان کی طرف آنکھ دکھاؤ اور نہ ان سے کہو: کہ فلاں آپ کے قول کے خلاف کہتا ہے۔ کسی کی غیبت ان کے پاس نہ کرو اور نہ ہی ان کا کسی مسئلہ میں قدم پھسلنا تلاش کرو اور اگر کبھی کسی مسئلہ میں ان کے قدم پھسل جائیں تو ان کا عذر قبول کرو۔ تم پر لازم ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے لئے ان کی تعظیم کرو۔ اور اگر ان کو کوئی حاجت پیش آ جائے تو لوگوں سے بڑھ چڑھ کر تم ان کی خدمت کرو[3]۔ ان کی مجلس میں سرگوشی نہ کرو اور نہ ہی ان کے کپڑے کو پکڑو اور اگر ان کے اندر سستی آئے تو ان پر اصرار نہ کرو اور نہ ہی ان کا ساتھ اختیار کرنے سے اکتاؤ، کیونکہ وہ (عالم) ایک کھجور کے درخت جیسا ہے۔ تو تم انتظار میں رہو کہ کب تم پر اس میں سے کوئی (فائدے مند) چیز گرتی ہے[4]۔

---

[1] ترمذی: ۲۶۸۵ اور علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

[2] ابوداود: ۱۶۷۲؛ علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

[3] جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۲۵۵

[4] جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱ ص ۲۹۱

تو اس وصیت میں ہر وہ چیز (علی) رضی اللہ عنہ نے جمع کر دی جو کسی کے لئے کافی ہے۔

تو یہ ہمارے اوپر علماء کے حقوق ہیں جو بہت زیادہ ہیں۔ ہم اللہ سے دعاء کرتے ہیں کہ وہ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ تو جب ہم اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ ان پر عمل کریں گے تبھی ہم ان واجبات کو ادا کر سکیں گے جو ان کے تئیں ہمارے اوپر ہیں اور اس سے ہم ان کے لئے ایسا ماحول تیار کر سکیں گے جس میں وہ ہمیں مزید اپنے علم اور معرفت سے عطا کریں۔ اسی لئے ابن جریج کہتے ہیں: 'میں نے کسی کی عطا کی ہوئی چیز صرف اس کے ساتھ نرمی کر کے ہی نکلوائی'[1]۔

تو کسی عالم سے اچھا معاملہ کرنا اس کے دل کو کشادہ کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں وہ اچھا علم عطا کرے گا جیسا کہ اس سے برا معاملہ یا اس کی بے ادبی کرنا اس کی دی ہوئی معلومات کو متاثر کرے گا۔ اسی لئے امام زہری (رحمہ اللہ) کہتے ہیں: کہ ابو سلمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بحث کر لیتے تھے جس کی وجہ سے وہ بہت زیادہ علم سے محروم رہ گئے[2]۔

یہ ہیں بعض حقوق جو ہم نے بیان کیا ہے۔ (آگے جس نقطے کو شیخ نے بیان کیا ہے وہ ہے علماء کی عیب جوئی اور مذمت کرنے کی مشکلیں)

یہ رسالہ شیخ عبد السلام بن برجس رحمہ اللہ کے محاضرے بعنوان 'من هم العلماء' سے ماخوذ ہے۔ اس محاضرے کو تحریری طور پر 'من هم العلماء' نامی کتاب میں چھاپا گیا ہے اور یہ رسالہ اس کتاب کے صفحہ ۳۴ تا ۴۰ کا اختصار کے ساتھ اردو ترجمہ ہے۔ مترجم کی طرف سے اضافہ قوسین [] میں کر دیا گیا ہے۔ اللہ سے دعاء ہے کہ اللہ اسے نفع بخش بنائے۔ (ابو مریم)

پٹنہ

۵/۱۱/۱۴۳۷

---

[1] جامع بیان العلم وفضلہ ج ا ص ۲۰۱

[2] جامع بیان العلم وفضلہ ج ا ص ۲۵۴